



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



سعدیہ ہاشم

پی ایچ۔ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، دی امپیریل کالج آف بزنس سٹڈیز، لاہور

ڈاکٹر جاوید اقبال

ایسوسی ایٹ پروفیسر / صدر شعبہ اردو، دی امپیریل کالج آف بزنس سٹڈیز، لاہور

جدید اردو سفر ناموں کا فکری و اسلوبیاتی مطالعہ

An Intellectual and Stylistic Study of Modern Urdu Travelogues

Abstract

Modern Urdu travel writing has evolved from a simple record of journeys into a rich literary genre that combines observation, reflection, cultural interpretation, and aesthetic expression. Contemporary travelogues not only describe places and landscapes but also explore diverse civilizations, social values, historical consciousness, environmental concerns, and the psychological experiences of the traveler. It examines how travel writers employ descriptive narration, dialogue, symbolism, humor, autobiographical elements, and comparative perspectives to create engaging and meaningful narratives. The research further highlights the influence of globalization, technological advancement, and intercultural interaction on the themes and narrative techniques of contemporary travel writing. By analyzing selected modern Urdu travelogues through descriptive and analytical methods, the study demonstrates that present-day travel literature serves as a significant medium for promoting cultural understanding, intellectual inquiry, and literary innovation.

Keywords: Modern Urdu Travelogue, Intellectual Dimensions, Stylistics, Narrative Technique, Cultural Consciousness, Urdu Prose.

اردو ادب کی جدید اصناف میں سفر نامہ ایک نہایت اہم اور مقبول صنف ہے۔ ابتدا میں سفر نامے صرف سفر کی روداد اور راستوں کی تفصیل تک محدود تھے مگر وقت کے ساتھ ان کی فکری اور فنی جہات میں نمایاں وسعت آئی۔ اسلوب کے اعتبار سے جدید سفر ناموں نے ترقی کی ہے۔ سفر نامہ وہ صنف ہے جس میں مصنف اپنے مشاہدات و تجربات کو قلمبند کرتا ہے۔ اردو میں سفر نامہ کی روایت بہت پرانی ہے۔ اردو ادب کی جدید اصناف میں سفر نامہ ایک نہایت اہم، مؤثر اور مقبول صنف ادب کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ صنف محض کسی مقام سے دوسرے مقام تک کے سفر کی روداد بیان کرنے تک محدود نہیں بلکہ انسانی مشاہدات، تجربات، تہذیبی شعور، ثقافتی مطالعے، تاریخی آگہی اور سماجی تجزیے کا ایک جامع ادبی اظہار بن چکی ہے۔ ابتدائی دور میں سفر ناموں کا بنیادی مقصد راستوں، شہروں، قدرتی مناظر، فاصلے، سفری مشکلات اور مختلف علاقوں کے جغرافیائی حالات کی تفصیل فراہم کرنا تھا، لیکن جیسے جیسے



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



معاشرتی، فکری اور ادبی شعور میں وسعت پیدا ہوئی، سفرنامہ بھی محض واقعاتی بیان سے آگے بڑھ کر ایک تخلیقی، تنقیدی اور فکری صنف کی صورت اختیار کر گیا۔ اسلوب کے اعتبار سے جدید اردو سفرنامے میں نمایاں ارتقاء دیکھنے میں آتا ہے۔ معاصر سفرنامہ نگار صرف مناظر کی منظر کشی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اپنے داخلی احساسات، نفسیاتی کیفیات، تہذیبی مشاہدات، تاریخی پس منظر، سیاسی حالات، معاشرتی رویوں اور ثقافتی اقدار کو بھی نہایت فنکارانہ انداز میں پیش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید سفرنامہ ادب، تاریخ، عمرانیات، بشریات اور ثقافتی مطالعات کے لیے بھی ایک اہم ماخذ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

سفرنامہ دراصل وہ ادبی صنف ہے جس میں مصنف اپنے سفر کے دوران حاصل ہونے والے مشاہدات، تجربات، تاثرات اور احساسات کو تخلیقی انداز میں قلم بند کرتا ہے۔ ایک کامیاب سفرنامہ نگار نہ صرف اپنے سفر کی تفصیلات بیان کرتا ہے بلکہ اپنے قاری کو بھی ان مقامات، لوگوں، تہذیبوں اور ثقافتوں سے اس طرح متعارف کراتا ہے کہ وہ خود کو اس سفر کا شریک محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس میں حقیقت نگاری، منظر کشی، کردار نگاری، مکالمہ، طنز و مزاح، تجزیہ اور خود کلامی جیسے فنی عناصر بھی شامل ہو سکتے ہیں، جو اس صنف کو دیگر اصنافِ نثر سے ممتاز بناتے ہیں۔

اردو میں سفرنامہ نگاری کی روایت نہایت قدیم اور مستحکم ہے۔ اگرچہ ابتدائی دور میں سفر سے متعلق معلومات مختلف تاریخی، مذہبی اور تذکرہ نگاری کی کتب میں منتشر صورت میں ملتی ہیں، تاہم باقاعدہ ادبی سفرنامہ انیسویں صدی میں زیادہ نمایاں ہوا۔ سر سید احمد خان، ڈپٹی نذیر احمد، شبلی نعمانی اور دیگر اہل قلم نے سفرنامہ نگاری کی روایت کو فروغ دیا، جبکہ بیسویں صدی میں یہ صنف مزید نکھر کر سامنے آئی۔ اس دور میں ابنِ انشاء، مستنصر حسین تارڑ، قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، کرمل محمد خان، احمد ندیم قاسمی اور دیگر ممتاز ادیبوں نے سفرنامے کو ادبی، فکری اور اسلوبیاتی اعتبار سے نئی جہتیں عطا کیں۔ ان کے سفرناموں میں محض سیاحت کی تفصیلات ہی نہیں بلکہ مختلف اقوام کی تہذیب، تمدن، تاریخ، سماجی رویے، انسانی نفسیات اور بین الاقوامی ثقافتی روابط کا بھی گہرا مطالعہ ملتا ہے۔

عصر حاضر میں سفرنامہ اردو نثر کی ایک نہایت اہم، ہمہ گیر اور متحرک صنفِ ادب کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ جدید ذرائع آمد و رفت، عالمی روابط، سیاحت کے فروغ، بین الاقوامی ثقافتی تبادلوں اور ڈیجیٹل میڈیا کی تیز رفتار ترقی نے سفرنامہ نگاری کے موضوعات، اسلوب اور دائرہ کار کو غیر معمولی وسعت عطا کی ہے۔ آج کا سفرنامہ محض ایک مقام سے دوسرے مقام تک کے سفر کی داستان نہیں بلکہ مختلف تہذیبوں، ثقافتوں، معاشرتی رویوں، تاریخی ورثوں، سیاسی حالات اور انسانی تجربات کے باہمی تقابل اور تجزیے کا مؤثر وسیلہ بن چکا ہے۔ جدید سفرنامہ نگار اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات کو اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ قاری نہ صرف مختلف ممالک اور معاشروں کی جغرافیائی، تہذیبی اور ثقافتی خصوصیات سے آگاہ ہوتا ہے بلکہ ان کے فکری، سماجی اور نفسیاتی پہلوؤں کو بھی بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس اعتبار سے سفرنامہ مختلف اقوام کے درمیان افہام و تفہیم، تہذیبی مکالمے، بین الثقافتی ہم آہنگی



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



اور انسانی اقدار کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس میں مصنف کی شخصیت، اس کا فکری شعور، جمالیاتی ذوق، تنقیدی بصیرت اور مشاہدے کی گہرائی نمایاں ہوتی ہے، جو سفر نامے کو محض معلوماتی تحریر کے بجائے ایک تخلیقی اور فکری ادب پارہ بنادیتی ہے۔ عہدِ حاضر میں سوشل میڈیا، ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور آن لائن ذرائع نے سفر نامہ نگاری کی روایت کو مزید تقویت بخشی ہے۔ اگرچہ اظہار کے ذرائع تبدیل ہوئے ہیں، تاہم معیاری ادبی سفر نامہ آج بھی اپنی تخلیقی اہمیت، فکری گہرائی اور تہذیبی معنویت کے باعث منفرد مقام رکھتا ہے۔ ایک عمدہ سفر نامہ قاری کو صرف نئی جگہوں سے متعارف نہیں کرتا بلکہ اسے مختلف تہذیبوں، ثقافتوں اور انسانی رویوں کو سمجھنے کا شعور بھی عطا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سفر نامہ اردو ادب کی ایک زندہ، ارتقا پذیر اور مؤثر صنف ہے، جو ہر دور میں نئے موضوعات، نئے اسالیب اور نئے فکری امکانات کے ساتھ اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ ادب، تاریخ، ثقافت اور سماجی علوم کے باہمی ربط کے تناظر میں سفر نامہ نہ صرف ایک ادبی صنف بلکہ ایک اہم تہذیبی اور فکری دستاویز کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔

جدید اردو سفر نامہ نگاروں نے سفر کو صرف تفریح نہیں بلکہ ایک فکری پہلو بھی بنالیا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ، ابن انشاء، قراۃ العین حیدر اور انتظار حسین جیسے ادیبوں نے اپنے سفر ناموں میں تہذیبوں کے تصادم، مشرقی و مغربی اقدار کے فرق اور انسان کی روحانی تلاش کو موضوع بنایا۔ جدید سفر نامے میں مصنف اپنے ارد گرد کے سیاسی حالات اور سماجی مسائل اور ثقافتی تبدیلیوں پر روشنی ڈالتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسلوب کے لحاظ سے جدید سفر نامے قدیم سفر ناموں سے بہت مختلف ہیں۔ پرانے سفر نامے زیادہ تر تاریخی اور معلومات ہوتے تھے جبکہ جدید سفر نامے میں شاعرانہ انداز اور مزاح کا رنگ نمایاں ہے۔ مستنصر حسین تارڑ کے سفر ناموں میں فطرت کی منظر کشی شاعرانہ طور پر نظر آتی ہے۔ جدید سفر نامہ نگاری نے معروضی بیانیہ کے بجائے اپنے ذاتی تاثرات، احساسات اور نفسیاتی کیفیات کو مرکزی حیثیت دی۔ خصوصاً مستنصر حسین تارڑ کے سفر نامے ”خانہ بدوش“ (۱۹۸۳ء) میں یہ رجحان واضح طور پر نظر آتا ہے جب وہ شندور کی طرف سفر کرتے ہیں تو صرف راستے کی تفصیل نہیں دیتے بلکہ اپنے اندر کے احساسات، داخلی تنہائی، زندگی کے طوفانوں اور فلسفیانہ سوالات کو بھی موضوع بناتے ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ لکھتے ہیں:

”پہاڑوں میں سفر کرتے ہوئے انسان کو اپنی حقیقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ بلند

بالا چوٹیاں انسان کی ناچیزی کا احساس دلاتی ہیں اور ساتھ ہی اس کی عظمت کا بھی

کہ یہ چھوٹا انسان ان راستوں پر چلنے کی ہمت رکھتا ہے۔“ (۱)

جدید سفر ناموں میں سفر کی روداد بیان کرنے کے بجائے تہذیبی اور ثقافتی شعور کی آگاہی دی۔ مشرق و مغرب کی تہذیبی کشمکش کا بیان کیا۔ جدید سفر نامہ نگاروں نے مشرق و مغرب کی تہذیبی کشمکش کو اپنے سفر ناموں میں موضوع بنایا ہے۔ جدید اردو سفر نامہ محض سیاحت کی کہانی نہیں رہا بلکہ بہت سے فکری پہلوؤں کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ یہ بیسویں اور اکیسویں صدی کے انسان کی



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



فکری جستجو، تہذیبی بے چینی اور روحانی تلاش کا نام بن گیا ہے۔ جدید دور میں انسان جب سفر کرتا ہے تو وہ اپنے ساتھ ایک سوال لے کر چلتا ہے۔ جدید سفر نامے کی سب سے بڑی فکر مشرق اور مغرب کا تقابل ہے۔ جب ابن انشاء یورپ جاتے ہیں وہ صرف عمارتیں نہیں دیکھتے وہاں کے نظام، آزادی، سہولیات کا موازنہ مشرقی معاشرے سے کرتے ہیں۔ جدید اردو سفر نامہ ادب کی ایک متحرک صنف ہے۔ فکری اعتبار سے یہ ہمیں دنیا کو نئے زاویے سے دیکھنا سکھاتا ہے اور اسلوبیاتی اعتبار سے یہ اردو نثر کو نئی بلندیوں تک لے گیا ہے۔ اردو کے قدیم اور جدید سفر نامے میں ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ قدیم سفر ناموں میں فکری یا تہذیبی شعور بہت کم ملتا ہے کیونکہ برصغیر کی جغرافیائی ہیئت قلعہ نما سی ہے۔ اس ملک کے مذہبی اور معاشرتی حالات نے ملک کے باشندوں کو ملک سے باہر جانے کے بہت مواقع فراہم کیے۔

جدید سفر نامہ نگاروں نے پاکستان کے دور دراز اور نامعلوم علاقوں کو موضوع بنایا۔ مثال کے طور پر مستنصر حسین تارڑ کے سفر ناموں نے پاکستان کے شمالی علاقہ جات، بلوچستان اور سندھ کے ریگستانی علاقوں کے رسم و رواج، ثقافت، کلچر وغیرہ کو اردو قارئین کے سامنے پیش کیا۔ اس کے علاوہ ”نکلے تیری تلاش میں“ وہ قراقرم کے راستوں پر سفر کرتے ہیں اور ہنزہ، نگر اور چترال کی تہذیب و ثقافت کو پیش کرتے ہیں۔ تارڑ لکھتے ہیں:

”بلتستان میں پہنچ کر لگتا ہے جیسے ہم کسی اور سیارے پر آگئے ہیں۔ یہاں کے

لوگ، ان کی زبان، لباس، ان کی موسیقی سب کچھ اتنا مختلف ہے کہ یقین نہیں

آتا یہ بھی ہمارا ملک ہے۔“ (۲)

سلیم احمد نے اپنے سفر نامے ”پتھر کی بات“ میں گلگت بلتستان کے دلکش پہاڑی علاقوں، وہاں کی تہذیبی زندگی اور تاریخی ورثے کو موضوع بنایا ہے۔ ان کا اسلوب محض تاثراتی نہیں بلکہ علمی، تحقیقی اور تجزیاتی نوعیت کا ہے۔ وہ اپنے سفر کے دوران مختلف علاقوں کی مقامی زبانوں، لوک داستانوں، ثقافتی روایات، تاریخی آثار اور معاشرتی اقدار کو نہایت باریک بینی سے قلم بند کرتے ہیں۔ اس طرح ان کا سفر نامہ صرف سفری مشاہدات کی روداد نہیں رہتا بلکہ ایک ثقافتی اور تاریخی دستاویز کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جو ان علاقوں کی شناخت، تہذیب اور تمدنی ورثے کے تحفظ میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مقامی سفر ناموں کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں یورپ کے سفر پر مبنی سفر ناموں کی بھی ایک قابل قدر روایت موجود ہے، جن میں مختلف معاشروں، تہذیبوں اور تمدنی اقدار کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سفر نامے میں انہوں نے فرانس، بالخصوص پیرس کی تہذیب، فنون لطیفہ، ادبی روایت، تاریخی ورثے اور شہری زندگی کا نہایت حساس، بصیرت افروز اور مشاہداتی انداز میں جائزہ لیا ہے۔ پیرس کی گلیوں، عجائب گھروں، تاریخی عمارتوں اور ادبی فضا کا بیان کرتے ہوئے وہ محض ظاہری مناظر کی عکاسی نہیں کرتے بلکہ مغربی تہذیب کے فکری، سماجی اور ثقافتی



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



پہلوؤں کا بھی تنقیدی مطالعہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے مشاہدات میں گہرائی، تجزیاتی بصیرت اور ادبی شگفتگی نمایاں ہے، جس کے باعث یہ سفر نامہ اردو سفر نامہ نگاری کی اہم تخلیقات میں شمار کیا جاتا ہے۔ شوکت صدیقی لکھتے ہیں:

”اور میوزیم میں مونا لیزا کے سامنے کھڑے ہو کر میں سوچ رہا تھا کہ فن کی عظمت زمانے کو شکست دے دیتی ہے۔ یہ مسکراہٹ صدیوں سے یوں ہی تازہ ہے، جیسے ابھی ابھی کسی ہونٹوں پر آئی ہو۔“ (۳)

مستنصر حسین تارڑ اور سلیم احمد اور شوکت صدیقی کے سفر ناموں کے برعکس ابن انشاء کے سفر نامے ”دنیا گول ہے“ اور ”چلتے ہو تو چین کو چلیے“ میں یورپ اور چین کے سفر کو طنز و مزاح کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ ان کا اسلوب مزاحیہ انداز ضرور رکھتا ہے لیکن گہرے مشاہدات سے بھرپور ہے۔ اسی طرح محسن بھوپالی نے مشرق وسطیٰ کے حوالے سے کئی سفر نامے لکھے۔ سعودی عرب کے قیام کے دوران جن میں عرب تہذیب، بدوی زندگی اور جدید عرب معاشرے کی کشمکش کو پیش کیا ہے۔ شرق بعید کے سفر ناموں میں ابن انشاء ”چلتے ہو تو چین کو چلیے“ میں چین کے سفر کا دلچسپ حال بیان کرتے ہیں۔ وہ چینی تہذیب، کمیونسٹ نظام اور عوام کی نمائندگی کو طنز و مزاح کے انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ابن انشاء لکھتے ہیں:

”چین میں ہر شخص مصروف نظر آتا ہے۔ یہاں بے کاری کا تصور ہی نہیں ہے۔ سب کچھ منظم، سب کچھ نظم و ضبط سے بندھا ہوا۔ لیکن کبھی کبھی سوچتا ہوں اتنے منظم میں آزادی کہاں رہ جاتی ہے۔“ (۴)

اردو سفر نامہ نگاری کے فروغ میں خواتین ادیبوں نے بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان کے سفر ناموں میں محض سفری مشاہدات ہی نہیں بلکہ نسائی شعور، معاشرتی حساسیت، تہذیبی آگہی اور انسانی رویوں کا گہرا مطالعہ بھی ملتا ہے۔ خواتین سفر نامہ نگاروں نے اپنے منفرد اسلوب اور زاویہ نظر کے ذریعے اس صنف کو نئی وسعتیں عطا کی ہیں۔ بانو قدسیہ نے اپنے سفر نامے ”پاکستان سے پاکستان تک“ میں ملک کے مختلف علاقوں کے سفر کے دوران حاصل ہونے والے مشاہدات اور تاثرات کو نہایت دلنشین انداز میں قلم بند کیا ہے۔ ان کے ہاں بیان میں روحانیت، فلسفیانہ فکر اور انسانی نفسیات کا گہرا شعور نمایاں ہے۔ وہ مختلف علاقوں کی تہذیب، ثقافت، رہن سہن، سماجی اقدار اور مقامی طرز زندگی کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لیتی ہیں، جس کے باعث ان کا سفر نامہ محض سفری روداد نہیں بلکہ پاکستانی معاشرے کی تہذیبی اور فکری شناخت کا آئینہ بن جاتا ہے۔ خواتین ادیبوں میں عصمت چغتائی کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ اگرچہ ان کی بنیادی شناخت ایک ممتاز افسانہ نگار اور ناول نگار کی ہے، تاہم ان کی تحریروں میں مختلف اسفار اور بیرونی معاشروں کے مشاہدات بھی ملتے ہیں۔ ان کے مشاہدات میں بالخصوص خواتین کی سماجی حیثیت، آزادی، طرز زندگی اور معاشرتی رویوں کا گہرا تجزیہ نمایاں ہے۔ مغربی معاشرے کے حوالے سے وہ محض ظاہری ترقی سے متاثر ہونے کے بجائے وہاں کی تہذیبی



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



اقدار، خاندانی نظام اور خواتین کی سماجی زندگی کا تنقیدی اور حقیقت پسندانہ جائزہ پیش کرتی ہیں، جو ان کے منفرد ادبی شعور کی عکاسی کرتا ہے۔ ان خواتین کے انداز بے باکانہ کے لیے کہتی ہیں:

”بے باک اور صاف گو ہے لیکن کیا یہ آزادی انہیں خوش رکھتی ہے؟“ (۵)

قراۃ العین حیدر کے سفر ناموں کا اسلوب بیانی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کی تحریریں محض سفری روداد نہیں بلکہ تہذیبی، تاریخی اور فکری شعور کی آئینہ دار ہیں۔ ان کے سفر ناموں میں مشاہدے کی گہرائی، تجزیاتی بصیرت اور ادبی جمالیات نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ وہ جس معاشرے، شہر یا ملک کا ذکر کرتی ہیں، اس کے تاریخی پس منظر، تہذیبی ارتقاء، فنِ تعمیر، ادبی روایت، ثقافتی اقدار اور انسانی رویوں کو نہایت باریک بینی سے بیان کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے سفر نامے قاری کو صرف کسی مقام کی سیر نہیں کراتے بلکہ اس مقام کی تہذیبی روح سے بھی روشناس کرتے ہیں۔ ان کے ہاں تاریخ محض ماضی کا بیان نہیں بلکہ حال کی تفہیم اور مستقبل کی تشکیل کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ ادب، فنونِ لطیفہ، موسیقی، مصوری اور تہذیبی مظاہر سے ان کی گہری وابستگی ان کے اسلوب کو ایک منفرد وقار عطا کرتی ہے۔ جدید اردو سفر نامے کے اسلوب میں گزشتہ چند دہائیوں کے دوران نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ اب سفر نامہ صرف راستوں، عمارتوں، دریاؤں، پہاڑوں، موسموں یا تاریخی مقامات کی تفصیل تک محدود نہیں رہا بلکہ اس میں انسانی تجربات، داخلی احساسات، نفسیاتی کیفیات، سماجی مشاہدات، ثقافتی تجربات اور فکری مباحث کو بھی مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ جدید سفر نامہ نگار اپنے سفر کو محض نقل و اقل کے بجائے ایک تخلیقی اور فکری تجربے میں تبدیل کر دیتا ہے، جس میں قاری صرف مناظر نہیں دیکھتا بلکہ مصنف کے احساسات، خیالات اور باطنی واردات سے بھی آشنا ہوتا ہے۔

اسلوب کے اعتبار سے جدید سفر نامے میں زبان کی دلکشی، بیانیہ کی روانی، منظر نگاری، مکالماتی انداز، طنز و مزاح، خود کلامی، علامتی اظہار، بین المتونیت، ثقافتی تقابل اور فلسفیانہ انداز فکر کو نمایاں اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ سفر نامہ نگار واقعات کو اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ وہ ایک ادبی تخلیق کار پر دھار لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا سفر نامہ صحافتی رپورٹ یا جغرافیائی معلومات کی کتاب نہیں بلکہ ایک مکمل ادبی صنف کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ جدید سفر ناموں کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ سفر نامہ نگار خود اپنی تحریر میں ایک فعال کردار کے طور پر موجود رہتا ہے۔ وہ اپنے احساسات، تاثرات، خوشیوں، الجھنوں، حیرتوں اور فکری سوالات کو پوری دیانت داری سے بیان کرتا ہے۔ اس کی ذات سفر نامے کے بیانیہ کا ایک لازمی جزو بن جاتی ہے، لیکن یہ خود نمائی کے بجائے تجربے کی صداقت اور مشاہدے کی گہرائی کا اظہار ہوتی ہے۔ قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ مصنف کے ساتھ قدم بہ قدم سفر کر رہا ہو اور ہر منظر کو اسی کی آنکھ سے دیکھ رہا ہو۔

اردو کے ابتدائی سفر ناموں کا جائزہ لیا جائے تو ان کا بنیادی مقصد نئی سرزمینوں، شہروں اور ممالک کا تعارف، تاریخی معلومات کی فراہمی اور جغرافیائی حقائق کا بیان تھا۔ ان سفر ناموں میں معلوماتی پہلو غالب تھا، جب کہ مصنف کی ذاتی شخصیت نسبتاً پس



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



منظر میں رہتی تھی۔ انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے ابتدائی نصف میں تحریر کیے گئے سفر ناموں میں یہی رجحان زیادہ نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ اس حوالے سے پروفیسر خالد محمود کی رائے نہایت اہم ہے کہ ابتدائی اردو سفر ناموں میں سفر، قیام، قدرتی مناظر، جغرافیہ، تاریخ اور تمدنی حالات کا مفصل بیان تو ملتا ہے، لیکن سفر نامہ نگار کی ذاتی شخصیت، داخلی احساسات اور انفرادی تجربات نسبتاً کم دکھائی دیتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد اردو سفر نامے میں ایک نمایاں اسلوبیاتی انقلاب برپا ہوا۔ اب سفر نامہ نگار صرف خارجی دنیا کا بیان نہیں کرتا بلکہ اپنی داخلی دنیا، فکری رویوں، جذباتی کیفیتوں اور تہذیبی شعور کو بھی سفر کا حصہ بنا دیتا ہے۔ خود نوشت کے عناصر، خاکہ نگاری، طنز و مزاح، مکالمہ، افسانوی تکنیک، منظر نگاری اور نفسیاتی تجزیہ سفر نامے میں اس خوبی سے شامل ہوئے کہ اس کی ادبی حیثیت مزید مستحکم ہو گئی۔ مستنصر حسین تارڑ، ابن انشا، قدرت اللہ شہاب، بانو قدسیہ، قراۃ العین حیدر، اشفاق احمد اور دیگر جدید سفر نامہ نگاروں نے اس صنف کو نئے اسلوب، نئے موضوعات اور نئی فکری جہات سے روشناس کرایا۔

مختصر اگہا جاسکتا ہے کہ جدید اردو سفر نامہ اسلوبیاتی اعتبار سے ایک ہمہ جہت اور ارتقا پذیر ادبی صنف ہے، جس میں معلومات، تخلیق، تجزیہ، مشاہدہ، احساس، تہذیبی شعور اور فکری بصیرت ایک دوسرے میں اس طرح مدغم ہو جاتے ہیں کہ سفر نامہ محض سفر کی داستان نہیں رہتا بلکہ انسانی تجربے، تہذیبی مکالمے اور ادبی جمالیات کا مؤثر اظہار بن جاتا ہے۔

ہمارے ہاں بعض ناقدین اس کو مثبت مانتے اور بعض منفی مانتے ہیں۔ پروفیسر خالد محمود رقم طراز ہیں:

”روایتی یا قدیم سفر ناموں میں وہ حرکت و عمل نہیں جو نئے اور غیر روایتی سفر ناموں کی خصوصیات ہیں۔ قدیم سفر نامے ایک خاموش فلم کی مانند ہیں جن کے احساسات کا اندازہ صرف چہروں کے تاثرات سے ہو سکتا ہے۔ اس کے علی الرغم نئے سیاح نے اشیاء کی قوت گویائی عطا کی ہے۔ قدیم سفر نامے کا مسافر خارجی اشیاء سے دور کا واسطہ رکھتا ہے۔ وہ اس کے بدن کا لمس اور لمس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی لرزش خفی سے نا آشنا ہے۔ نیا سفر نامہ اس اعتبار سے بالکل مختلف اور منفرد ہے کہ اس میں تمام خارجی شواہد سیاح کی داخلی کیفیات سے بے پروا اور بے تکلف ہو جاتے ہیں۔ سفر نامہ نگار ہر شے میں اپنے آپ کو محسوس کرتا ہے اور تمام واقعات اس کی ذات کا حصہ بن جاتے ہیں۔ سفر اور سفر نامہ نگار ایک دوسرے میں اس قدر پیوست ہو جاتے ہیں کہ انہیں الگ کر کے دیکھنا باعث بے کار ہے۔“ (۶)



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



بیسویں صدی کے آخر تک سفر نامہ نگاری میں خاطر خواہ تبدیلیاں ہوئیں۔ ان کی شروعات قدرت اللہ شہاب سے ہوئی ان کے نمائندہ سفر نامے ۱۹۷۶ء "تو ابھی راگنذر میں ہے" ۱۹۷۴ء میں مرزا ادیب "ہمالہ کے اس پار"، بلراج کول "جزیروں کی سرگوشیاں" ۱۹۸۲ء، رام لال "زرد پتوں کی بہار" ۱۹۸۲ء وغیرہ۔ ان ادوار کے سفر ناموں میں خاطر خواہ اسلوب میں تبدیلیاں ہوئیں کیوں کہ اب سفر ناموں میں صرف واقعات کا بیان، عمارتوں اور سڑکوں اور محض موسموں کا حال ہی بیان نہیں کرتا بلکہ مسافر نئے نئے رنگوں اور موسموں سے لطف اندوز ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اکیسویں صدی کے سفر ناموں میں مزید جدیدیت کا رنگ اور اسلوب میں نکھار دکھائی دیتا ہے۔

جدید اردو سفر ناموں کا بنیادی وصف ان کی فکری وسعت، تہذیبی شعور اور جمالیاتی اظہار ہے۔ عصر حاضر کا سفر نامہ محض سفری واقعات کی ترتیب یا مختلف مقامات کی جغرافیائی تفصیلات تک محدود نہیں رہتا بلکہ مختلف تہذیبوں، ثقافتوں، زبانوں اور معاشرتی رویوں کے مابین مکالمے کا موثر وسیلہ بن جاتا ہے۔ جدید سفر نامہ انسان دوستی، رواداری، بین الثقافتی ہم آہنگی اور عالمی شعور کو فروغ دیتا ہے اور قاری کو مختلف معاشروں کی اقدار، رسوم و رواج، طرز زندگی اور فکری میلانات سے روشناس کراتا ہے۔ یہی خصوصیات اس صنف کو عصر حاضر کی اہم ترین نثری اصناف میں ممتاز مقام عطا کرتی ہیں۔ فنی اعتبار سے جدید سفر نامہ نگار اپنے مشاہدات اور تجربات کو نہایت دلکش، مؤثر اور تخلیقی انداز میں پیش کرتا ہے۔ وہ واقعات کو محض بیان نہیں کرتا بلکہ منظر نگاری، کردار نگاری، مکالمے، طنز و مزاح، تجزیے اور داخلی احساسات کے امتزاج سے ایک ایسا ادبی متن تخلیق کرتا ہے جو قاری کو اپنے ساتھ سفر میں شریک محسوس کراتا ہے۔ جدید سفر ناموں کی زبان عموماً شستہ، رواں، بامحاورہ اور ادبی چاشنی سے بھرپور ہوتی ہے۔ استعارات، تشبیہات، علامتوں اور پیکر تراشی کے بر محل استعمال سے سفر نامے کی جمالیاتی قدر میں اضافہ ہوتا ہے، جس کے باعث یہ صنف محض معلوماتی تحریر کے بجائے ایک تخلیقی اور فنی ادب پارہ بن جاتی ہے۔

ناقدین نے بھی سفر نامے کی اسی تخلیقی اور فکری اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ معروف محقق اور نقاد ڈاکٹر انور سدید کے نزدیک سفر کی اساس حرکت ہے، کیونکہ حرکت ہی انسان کو نئے تجربات، نئے مشاہدات اور نئی حقیقتوں سے آشنا کرتی ہے۔ ان کے مطابق جب یہ حرکت مشاہدے، فکر اور تخلیقی اظہار کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے تو سفر ایک ادبی تجربے میں ڈھل جاتا ہے، اور یہی ادبی تجربہ سفر نامے کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اس طرح جدید سفر نامہ محض سفر کی روداد نہیں بلکہ انسان، معاشرے، تہذیب اور تاریخ کے باہمی تعلقات کی فکری تعبیر بھی بن جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”زندگی چونکہ خود ایک مسلسل حرکت ہے اس لیے سفر بھی زندگی کا استعارہ

ہے۔ حکمائے قدیم نے زندگی کو ایسا سفر قرار دیا ہے جو ازل سے جاری ہے اور

ابد تک جاری رہے گا۔ حضرت آدمؑ کی داستان حیات میں شجر ممنوعہ کو چکھنے کا



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



واقعہ بظاہر احکام ربانی کی خلاف ورزی اور آدم کی اولین بغاوت سے عبارت ہے تاہم اس کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ گناہ کی پاداش میں آدم کو جنت سے نکل کر کرۂ ارض کی طرف مائل سفر ہونا پڑا۔ چنانچہ آدم کا پہلا ارتقاء نسل کی طرف پہلا قدم تھا۔ اس وقت سے آج تک ابن آدم کے پاؤں سے چکر نہیں نکل سکا۔“ (۷)

سفر ناموں کے آغاز و ارتقاء میں جو پیچیدگیاں اور کھر درا پن تھا وہ اب بالکل ختم ہو چکا ہے اور ۱۹۷۵ء کے بعد کے سفر ناموں میں جدت کے ساتھ ساتھ بہت سے نئے رجحانات نمایاں ہوئے جیسے کہ روایتی سفر نامہ سے بنیادی انحراف پیدا کیا گیا۔ مصنف کے ذاتی تاثرات کو فوقیت دی جانے لگی۔ سفر ناموں میں تجرباتی اور فکری گہرائی پیدا ہوئی۔ جدید سفر ناموں میں تہذیبی اور ثقافتی شعور کی گہرائی کے ساتھ ساتھ مشرق و مغرب کی تہذیبی کشش کا اظہار بھی کھل کر سامنے نظر آنے لگا۔ جدید اردو سفر نامہ نگاری میں اسلوب، زبان اور موضوعات کے اعتبار سے نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ ابتدائی سفر ناموں کے مقابلے میں جدید سفر ناموں کی زبان زیادہ سادہ، سلیس، رواں اور بامحاورہ ہو گئی ہے، جس کے باعث یہ عام قاری کے لیے بھی دل چسپی اور کشش کا باعث بنتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ادبی لطافت، تخلیقی حسن، طنز و مزاح، منظر نگاری، مکالمہ نگاری اور شعری پیرایہ اظہار نے سفر ناموں کو محض معلوماتی تحریر کے بجائے ایک مؤثر ادبی صنف کی حیثیت عطا کی ہے۔ استعارات، تشبیہات، علامتوں اور پیکر تراشی کے مناسب استعمال نے جدید سفر ناموں کی جمالیاتی قدر میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔

موضوعاتی اعتبار سے بھی جدید سفر نامہ نئی جہات سے آشنا ہوا ہے۔ جہاں ایک طرف قدرتی حسن، دلکش مناظر اور ماحولیاتی تنوع کی دل آویز عکاسی کی جاتی ہے، وہیں دوسری طرف ماحولیاتی آلودگی، جنگلات کی کٹائی، گلوبل وارمنگ، موسمیاتی تبدیلی، حیاتیاتی تنوع کے خاتمے اور قدرتی وسائل کے بے دریغ استعمال جیسے عالمی مسائل بھی سفر ناموں کا اہم موضوع بن چکے ہیں۔ اس طرح جدید سفر نامہ قاری میں ماحولیاتی شعور بیدار کرنے اور فطرت کے تحفظ کی اہمیت اجاگر کرنے میں بھی مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح معاصر سفر ناموں میں سیاسی، سماجی اور ثقافتی تنقید کے عناصر بھی نمایاں طور پر موجود ہیں۔ انتظار حسین کے اسفار اور سفری مضامین میں بھی تہذیبی زوال، تاریخی حافظے، نوآبادیاتی اثرات اور مشرقی تہذیب کے مسائل پر گہری فکری نظر ملتی ہے۔ ان کی تحریروں میں تاریخ، تہذیب اور ثقافت کے باہمی رشتوں کا باریک بینی سے تجزیہ کیا گیا ہے، جس سے جدید اردو سفر نامے کی فکری وسعت اور تہذیبی معنویت نمایاں ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”فلسطین کا المیہ دراصل استعمار کی دین ہے۔ انگریزوں نے عربوں سے وعدہ کیا

اور یہودیوں کو ملک دے دیا۔“ (۸)



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



آمریت اور جمہوریت کے بارے میں لکھنے کے ساتھ ساتھ طبقاتی تفاوت، عورتوں کے حالات، جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ سفر نامہ نگاری میں فوٹو گرافی کا استعمال بھی ہونے لگا۔ جدید اردو سفر نامے کا موجد محمود نظامی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ خواجہ احمد عباس اور آغا محمد اشرف نے اپنی شعوری کوشش سے اردو سفر نامہ کو ایسی منزل پر لاکھڑا کر دیا جہاں سے محمود نظامی کو سفر کرنا آسان ہو گیا تھا اور ان کو کوئی دشواری نہ آئی اور اردو سفر نامے کو نئی شکل دی۔ قیام پاکستان کے بعد اردو سفر نامہ کو اپنی توجہ کا مرکز بنانے والوں میں محمود نظامی اور بیگم اختر ریاض الدین کو اولیت حاصل ہے۔ بیگم اختر ریاض الدین کو پہلی پاکستانی سفر نامہ نگار ہونے کا شرف بھی حاصل ہے جب انہوں نے اپنا سفر نامہ ”سات سمندر پار“ اور ”دھنک پر قدم“ لکھے ان سفر ناموں کے اسلوب میں شکستگی اور ظرافت، بے تکلفی و بے ساختگی نمایاں نظر آتی ہے۔ ان کے سفر نامے سیاسی اور سماجی رد عمل کا اظہار ہیں۔ وہ منظر نگاری کو اس طرح اپنے انداز میں بیان کرتی ہیں کہ قارئین پڑھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ نئے سفر ناموں میں غیر جاندار اشیاء بھی جاندار کردار کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ پہاڑ، ندیاں، سنلے، تنہائی، شیر، جھوم، سڑکیں سب ہی اس سے گفتگو کرتے ہیں۔ لالی چودھری اپنے سفر نامے میں کچھ اس طور پر قلمباز ہیں:

”میں نے سوچا کیسے فضول عہد میں زندگی بسر کر رہی ہوں۔ مغلیہ دور میں ہوتی تو شاید اس دھرتی کے کسی کونے میں سنگ سرخ سے تراشا ہوا میرا بھی کوئی لال محل ہوتا۔ میں اپنے Silicon chip پہ کف افسوس مل رہی تھی کہ سنگ مرمر کی سرد تہوں سے ایک دبی دبی سرگوشی ابھری۔ تم اس منظر کا حصہ بننا چاہتی ہو جہاں مجھے شانتی اور سکون کے چند لمحات کے لیے ترستے ہوئے صدیاں بیت گئی ہیں۔ زندہ تھی تو شاہ جہاں نے کبھی پوری نیند سونے نہ دیا، ہمیشہ کچی نیند سے جگایا۔ ابدی نیند سوئی تب بھی چین نصیب نہ ہوا۔ آٹھوں پہر اس کی امنٹ محبت کی یاد گار دیکھنے کے لیے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ شہنشاہ کی خواب گاہ سے لے کر اس آرام گاہ تک جو مجھ پہ بیتی ہے، سونو کی تو کلیجہ دہل جائے گا۔ آج کا دن یہاں رک جاؤ۔ ذرا شام گہری ہو لینے دو، ہو سکتا ہے ہمیں تنہائی کے چند لمحے میسر آجائیں۔“ (9)

ایک سو صدی کے اردو سفر ناموں میں تہذیبی اور ثقافتی شعور نہایت نمایاں اور مؤثر انداز میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ جدید سفر نامہ نگار مختلف ممالک، معاشروں اور تہذیبوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے محض مقامات، عمارات اور قدرتی مناظر کی تصویر کشی تک محدود نہیں رہتا بلکہ ان اقوام کے سماجی رویوں، ثقافتی اقدار، مذہبی رجحانات، طرز زندگی، رسوم و رواج، زبان، فنون لطیفہ اور تہذیبی



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



روایات کا باریک بینی سے مطالعہ بھی پیش کرتا ہے۔ اس طرح جدید اردو سفر نامہ مختلف تہذیبوں کے مابین مکالمے، باہمی تفہیم اور ثقافتی ہم آہنگی کا ایک مؤثر ذریعہ بن کر سامنے آتا ہے۔ سفر نامہ نگار جب کسی دوسرے معاشرے میں داخل ہوتا ہے تو وہ نہ صرف وہاں کے حالات و واقعات کا مشاہدہ کرتا ہے بلکہ اپنی تہذیبی شناخت، فکری پس منظر اور ثقافتی اقدار کی روشنی میں ان مشاہدات کی تعبیر بھی کرتا ہے۔ یوں سفر نامہ دو تہذیبوں کے درمیان تقابل، مکالمے اور باہمی تفہیم کا ایک مؤثر وسیلہ بن جاتا ہے۔

اکیسویں صدی کے اردو سفر ناموں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ثقافت کو ایک جامد تصور کے بجائے ایک متحرک اور ارتقا پذیر حقیقت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ جدید سفر نامہ نگار مختلف معاشروں کی تہذیبی روایات، جدید طرز زندگی، ٹیکنالوجی کے اثرات، گلوبلائزیشن، شہری تمدن، ماحولیاتی تبدیلیوں، بین الثقافتی روابط اور انسانی اقدار کے تغیرات کو گہری بصیرت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ وہ مختلف ثقافتوں کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا غیر جانب دارانہ تجزیہ کرتے ہوئے قاری کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ دنیا کے مختلف معاشروں کو وسیع تناظر میں سمجھ سکے۔ جدید اردو سفر ناموں میں تہذیبی شعور صرف بیرونی مشاہدات تک محدود نہیں رہتا بلکہ مصنف اپنی قومی اور ثقافتی شناخت کو بھی نئے زاویوں سے دریافت کرتا ہے۔ دوسرے معاشروں کا مطالعہ کرتے ہوئے وہ اپنی تہذیب، زبان، اقدار اور سماجی روایات کا از سر نو جائزہ لیتا ہے۔ اس تقابلی شعور کے نتیجے میں سفر نامہ محض معلوماتی تحریر نہیں رہتا بلکہ تہذیبی خود آگہی، ثقافتی مکالمے اور فکری بصیرت کی ایک مؤثر ادبی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اکیسویں صدی کے اردو سفر نامے تہذیبی اور ثقافتی شعور کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ نہ صرف مختلف تہذیبوں اور معاشروں کا تعارف کراتے ہیں بلکہ انسانی اقدار، بین الثقافتی احترام، رواداری اور عالمی شعور کو بھی فروغ دیتے ہیں۔ یہی خصوصیت جدید اردو سفر نامے کو محض سفری ادب سے بلند کر کے ایک اہم تہذیبی، فکری اور ادبی دستاویز کی حیثیت عطا کرتی ہے۔ سعید احمد لکھتے ہیں:

”سفر نامے کے اسلوب کے حوالے سے یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ سفر نامے کے بیانے میں شگفتگی کا عنصر ہونا چاہیے۔ یہ عنصر ادب کی کسی بھی صنف میں ہو تو اس میں جاذبیت پیدا ہوتی ہے۔ سفر نامے میں شگفتگی، واقعات کی ترتیب و تشکیل نیز شیریں زبان کا استعمال اور کبھی کبھی ہلکے طنز و مزاح سے اس کا اسلوب دلکش ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح کی عبارت پڑھ کر قاری سفر نامہ نگار کے تجربات، مشاہدات، احساسات اور جذبات سے صرف آشنا نہیں ہوتا بلکہ اس کے شگفتہ دلنشین اسلوب سے متاثر و محظوظ بھی ہوتا ہے اور مطالعے کی دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ سفر نامے کسی خاص اسلوب میں نہیں لکھے گئے بلکہ یہ سفر نامہ نگاروں پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کس اسلوب میں اپنی باتیں قارئین تک



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



پہنچانا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر سفرنامہ نگار فکشن میں دلچسپی لیتا ہے تو سفرنامے پر افسانوی اثرات مرتب ہوں گے۔ اس طرح طنز و مزاح میں دلچسپی لینے والا ادیب مزاحیہ اسلوب کو اپنانے میں تامل نہیں کرے گا۔“ (10)

جدید اردو سفرنامہ محض سفری مشاہدات اور مقامات کی منظر کشی تک محدود نہیں رہا بلکہ یہ ایک مؤثر ادبی صنف کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، جس میں فکری، تہذیبی، سماجی، سیاسی اور ثقافتی جہات نمایاں طور پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ جدید سفرنامہ نگار اپنے مشاہدات اور تجربات کو محض واقعاتی انداز میں پیش کرنے کے بجائے ان کی فکری تعبیر و تشریح بھی کرتے ہیں، جس کے باعث سفرنامہ ایک سنجیدہ ادبی اور فکری دستاویز کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جدید اردو سفرناموں میں بین الثقافتی مکالمہ، انسانی اقدار، قومی شناخت، عالمی شعور، ماحولیاتی آگہی، تہذیبی تنوع اور سماجی مسائل جیسے موضوعات کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ سفرنامہ نگار مختلف اقوام کے طرز زندگی، رسوم و رواج، معاشرتی رویوں اور تہذیبی اقدار کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے قاری کے فکری افق کو وسعت دیتے ہیں اور اسے دنیا کو وسیع تر تناظر میں سمجھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ اسلوبیاتی اعتبار سے جدید اردو سفرنامہ سادہ، رواں اور دلکش زبان، مؤثر بیانیہ، منظر نگاری، مکالماتی انداز، طنز و مزاح، خود کلامی، علامتی اظہار اور ادبی لطافت جیسی خصوصیات کا حامل ہے۔ جدید سفرنامہ نگار حقیقت نگاری اور تخلیقی اظہار میں متوازن ہم آہنگی قائم رکھتے ہیں، جس سے ان کی تحریریں معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی حسن سے بھی مالا مال نظر آتی ہیں۔ بیانیہ تکنیک، جزئیات نگاری اور قاری کو شریک سفر بنانے کا انداز جدید سفرنامے کی اہم اسلوبیاتی خصوصیات ہیں۔

جدید اردو سفرنامہ اپنی فکری گہرائی، اسلوبیاتی تنوع اور عصری شعور کے باعث اردو ادب کی ایک فعال اور متحرک صنف بن چکا ہے۔ یہ نہ صرف مختلف معاشروں اور تہذیبوں کے تعارف کا ذریعہ ہے بلکہ انسانی فکر، ثقافتی ہم آہنگی اور عالمی شعور کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے جدید اردو سفرناموں کا فکری و اسلوبیاتی مطالعہ اردو ادب کی ارتقائی جہات کو سمجھنے اور اس صنف کی ادبی اہمیت کو اجاگر کرنے میں نہایت معاون ثابت ہوتا ہے۔



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 94-107



حوالہ جات

۱. مستنصر حسین تارڑ، نکلے تیری تلاش میں (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۱ء)، ۱۳۹۔
۲. مستنصر حسین تارڑ، خانہ بدوش (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۳ء)، ۳۷۔
۳. شوکت صدیقی، پیرس کی ایک شام (اسلام آباد: اوشال پبلی کیشنز، ن۔د)، ۶۷۔
۴. ابن انشاء، چلتے ہو تو چین کو چلیے (لاہور: لاہور اکیڈمی، ۱۹۸۱ء)، ۱۱۲۔
۵. عصمت چغتائی، "کاغذی ہے پیر ہن"، جریدہ آج کل، ۶ مارچ ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۰ء، ۱۰۳۔
۶. خالد محمود، اردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۹۵ء)، ۴۰۔
۷. انور سدید، اردو ادب میں سفر نامہ (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ن۔د)، ۱۹۳۔
۸. انتظار حسین، چاند گہن (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ن۔د)، ۷۰۔
۹. رفیعہ سلیم، لالی چوہدری کے سفر نامے (دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء)، ۴۷۔
۱۰. سعید احمد، آزادی کے بعد اردو سفر نامے (دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء)، ۲۵۔